REGD. No: L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۴۹

جلد ۵۰/۱۵ ۔ ۱۳ ظہور ۱۳۴۰ ہش ۔ ۱۳ اگست ۱۹۶۱ء ۔ نمبر ۱۸۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

نخلہ ۱۱ اگست بوقت ۱/۲ ۱۱ بجے قبل دوپہر

کل حضور کو اعصابی ضعف کی ہلکی شکایت رہی۔ رات نیند ٹھیک آگئی۔ اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی کامل و عاجل شفایابی اور کام والی لمبی زندگی کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں

حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کی صحت کے متعلق اطلاع

حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کی طبیعت تاحال پہلے جیسی ہی ہے۔ کلورو مائسٹین دی جا رہی ہے جس سے بخار میں تو کچھ کمی ہو گئی ہے لیکن کمزوری بہت ہے۔ ہسپتال میں داخل کرنے کا ارادہ ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور درد کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالےٰ حضرت نواب صاحب موصوف کو اپنے فضل سے شفائے کامل و عاجل عطا کرے۔ آمین

داخلہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ

نئے سلیبس کے مطابق گیارھویں، بارھویں میڈیکل انجینئرنگ، ہیومینٹیز گروپس اور بی۔اے، بی ایس سی فرسٹ اور سیکنڈ ایئر میں داخلے ۱۹ اگست ۱۹۶۱ء سے شروع کئے جائیں گے۔ مراعات فیس مطابق لیاقت اور تعلیمی قابلیت۔ کالج کا ماحول پاکیزہ، بہترین اور شایان شان لائق و ہمہ دمے۔ داخلہ کے وقت اپنے گارڈین کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ کیریکٹر اور پروویژنل سرٹیفکیٹ ہمراہ لائیں۔ پراسپکٹس دفتر سے مل سکتا ہے۔

(پرنسپل)

اعلانِ تعطیل

مورخہ ۱۴ اگست بروز سوموار یوم استقلال کی تقریب کے موقعہ پر دفتر الفضل میں تعطیل رہے گی۔ اس لئے ۱۵ اگست کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔

(مینیجر)

پاکستان کا مستقبل اسلام کو اپنی عملی زندگی میں داخل کرنے کے ساتھ وابستہ ہے

انفرادی اور قومی زندگی میں اسلام کو داخل کرنا ہمارا سب سے پہلا اور اہم فرض ہے

پاکستان کی تعمیر و ترقی کے ضمن میں اہل وطن کو حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کی زریں نصائح

پاکستان کی تعمیر و ترقی کے ضمن میں حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مختلف اوقات میں اہل وطن کو جو اہم اور زریں نصائح فرمائی ہیں چودھویں یوم استقلال کی مبارک تقریب (۱۴ اگست ۱۹۶۱ء) کے موقعہ پر ان میں سے بعض نصائح ذیل میں شائع کی جا رہی ہیں۔

(۱) "پاکستان کا مستقبل محض اسلام کو اپنی عملی زندگی میں داخل کرنے کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے پاکستان کا مطالبہ اس بناء پر کیا تھا کہ ہماری تہذیب الگ ہے اور ہندو تہذیب الگ ..... ہماری لڑائی اس لئے تھی کہ اس ملک میں ہمارے آقا اور سردار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی گھر نہیں تھا ہم ایک زمین چاہتے تھے جسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زمین کہا جا سکے..... ہم ایک حکومت چاہتے تھے جسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت کہا جا سکے۔ یہی اصل محرک پاکستان کے مطالبہ کا تھا۔ پس انفرادی اور قومی زندگی میں اسلام کو داخل کرنا ہمارا سب سے پہلا اور اہم فرض ہے۔" (الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء)

(۲) "پاکستان کا مسلمانوں کو مل جانا اس لحاظ سے بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ اب مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے سانس لینے کا موقعہ میسر آگیا ہے اور وہ آزادی کے ساتھ ترقی کی دوڑ میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اب انکے سامنے ترقی کے لئے غیر محدود ذرائع ہیں کہ اگر وہ ان کو اختیار کریں تو دنیا کی کوئی قوم ان کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتی۔ اور پاکستان کا مستقبل نہایت ہی شاندار ہو سکتا ہے۔" (الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء)

(۳) "معنوی دولت ہی کسی ملک کی اصل قوت ہوا کرتی ہے باقی سب چیزیں اس کے مقابلہ میں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں اگر پاکستان کا ہر نوجوان عقل سے کام لے۔ دماغ پر زور دے اور یہ اقرار کرے کہ مجھے تمام قوتیں ملک و ملت کے لئے وقف کر دینی ہیں تو یقیناً ہماری ساری ملکی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔" (المصلح کراچی ۱۴ اگست ۱۹۵۲ء)

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۳؍اگست ۶۱ء

۱۴؍اگست ..... یوم آزادی
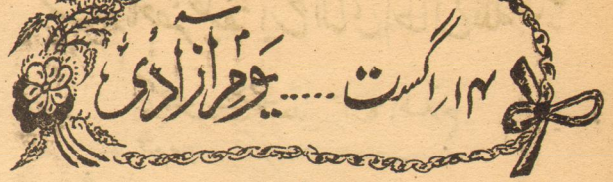
۱۴؍اگست وہ دن ہے جب پاکستان معرض وجود میں آیا تھا۔ جناب قائد اعظم مرحوم کی استقامت دوربینی اور لگاتار جدوجہد جوان کو گونہ گوں طاقتوں کی مخالفت کے علی الرغم کرنی پڑی آخر پاکستان کی صورت میں منتج ہوئی۔ بیگانوں ہی نے نہیں بلکہ اپنوں نے بھی آپ کے راستہ میں روڑے اٹکانے کی سخت کوشش کی۔ کوشش ہی نہیں کی بلکہ ایک سازش کے ماتحت دشمنان پاکستان نے مسلمانوں کے اس جائز مطالبہ کو مسترد کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا اور اگرچہ ان لوگوں کی مساعی نقصان پہنچانے کے بغیر نہ رہ سکی تاہم قائد اعظم کے غیر متزلزل عزم وہمت کے سامنے سب کو خم ہونا پڑا اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر رہے۔

آج شاید عام لوگوں کے ذہنوں میں وہ ایام مدہم ہو چکے ہیں لیکن جن لوگوں نے عملاً اس کشمکش میں حصہ لیا وہ زندگی بھر انہیں فراموش نہیں کر سکتے ایک طرف کانگریس اور تمام غیر مسلم اور مسلمانوں کا ایک معتدبہ حصہ راہ میں سد سکندری کر کھڑا ہو گیا ہوا تھا تو دوسری طرف حاکم قوم نے دشمنان پاکستان کیساتھ مل کر پاکستان کو لنگڑا اور لنجا بنانے کے لئے اپنا پورا زور لگا دیا۔ انہوں نے اپنی طرف سے ہر وہ کوشش کی جس سے پاکستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے ناقابل ہو جائے۔ یہاں تک کہ جب پاکستانیوں نے سرکاری دفاتر پر قبضہ کیا تو وہاں سیاہی اور قلم دوات تک موجود نہیں تھی۔ ہوشیار مخالف فریق تمام کام کا سامان پہلے ہی ادھر منتقل کر چکا تھا۔ پاکستان کے حصہ میں فوج آئی وہ ملک کے اندر موجود نہیں تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ نے پاکستان کی مدد کے لئے قائد اعظم جیسی عظیم الشان ہمہ تن استقلال شخصیت کھڑی نہ کی ہوتی اور ملک وقوم کو اس کے عزم وارادہ کا سہارا نہ ہوتا تو شاید پاکستانیوں کے دل ہار جاتے اور وہ گھٹنے ٹیک دیتے۔ کیونکہ جس صورت میں ہمارا ملک آزاد ہوا تھا وہ ایسی ہی تھی جیسی کسی بڑی تباہ کن جنگ کے بعد کسی ملک کی ہو سکتی ہے۔ اور ایسے ملک میں مہاجرین کے جتھوں پر جتھے وارد ہو رہے تھے۔ جو لٹ لٹا کر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بے سروسامان اس میں داخل ہو رہے تھے۔ یہ ایک بہت بڑی مصیبت تھی۔ جو اس وقت ملک کو درپیش تھی مگر قائد اعظم مرحوم کے وجود نے ان تمام مشکلات کو آسان بنا دیا تھا۔ آنے والے اور مقیم سب اس کے شکر گذار تھے اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے چند ہی مہینوں میں حالات درست ہونے شروع ہو گئے۔

افسوس ہے کہ پاکستان کا یہ محسن مالی اپنے باغ کے جو اس نے اتنی محنت، تدبر اور استقلال سے لگایا پھولنے پھلنے کو نہ دیکھ سکا! درقضا نے آپکو پاکستان سے ہمیشہ کے لئے جدا کر دیا۔ یہ ایک بہت بڑا صدمہ ہے جو پاکستان کو ابتداء ہی میں پہنچا۔ کیونکہ آپ کی آنکھ بند کرنے کے بعد خود پاکستانیوں میں ہی سے جو لوگ آپ کی جگہ کھڑے ہوئے اگرچہ بعض نے بڑا اچھا کردار دکھایا مگر ان میں سے بہت سے ایسے نکلے جنہوں نے نئی نئی کونپلوں کو ہی ہاتھوں سے مسل دینے کی کوشش کی۔ قائد اعظم کے ڈر سے تو کسی کو جرأت نہیں ہو سکتی تھی مگر آپ کے بعد خود انہوں میں سے وہ دورث جو پاکستان کے مخالف تھے ایک نئے رنگ اور نئے روپ میں سطح پر آئے۔ ان لوگوں نے پاکستان کے نازک حالات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور بجائے اس کے کہ تعمیری اقدامات کرنے والوں کا ہاتھ بٹاتے انہوں نے ملک میں ابتری پیدا کرنے کے لئے نئے نئے نعرے ایجاد کئے اور عوام کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کر کے ایسی باریک اور منافقانہ چالیں چلنی شروع کیں کہ اگر اللہ تعالےٰ کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا۔ دوسری طرف جو لیڈر برسر اقتدار آئے انہوں نے دونوں ہاتھوں سے لوٹ مچانا اپنا پیدائشی حق سمجھ لیا۔ ملک کی تعمیر وترقی تو رہی ایک طرف۔ انہوں نے تخریب در تخریب کی مہم چلائے رکھی۔ جس سے مخلص کام کرنے والوں کے حوصلے بھی پست ہو گئے اور ملک روز بروز تنزلی حالت سے دوچار ہوتا چلا گیا۔

ملک کے باغبانوں کی جب یہ حالت دیکھی تو عوام وخواص کا کوئی طبقہ اس کے بداثر سے نہ بچ سکا۔ بڑے پیمانہ پر سمگلنگ۔ رشوت ستانی منافع اندوزی شروع ہونے کے ساتھ ساتھ متوسط طبقہ بھی ان برائیوں میں مبتلا ہو گیا۔ جو قوم وملک کو کھا جانے کے لئے مونہہ کھولے ہوئے تھیں۔ تھوک فروشوں نے خوردہ فروشوں کو لوٹا تو خوردہ فروشوں نے صارفین کا بھرتا بنا دیا۔ ادنیٰ سے ادنیٰ مصرف کی چیز بغیر بلیک مارکیٹ کے ملنا ناممکن ہو گئی۔ الغرض آوے کا آوا ہی خراب ہوتا چلا گیا۔

بحالت تھی کہ فوج نے ملک کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی۔ یہ دراصل نیک دل مخلص عوام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ انہیں فیلڈ مارشل صدر محمد ایوب جیسا رہنما اللہ تعالےٰ نے عطا کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ جس گڑھے میں سیاسی لیڈروں اور دینی سیاسی پارٹیوں کی کشمکش نے ملک وقوم کو ڈال دیا ہوا ہے اس سے نکلنا کوئی آسان بات نہیں ہے جب ایک عمارت کو ہی دوران تعمیر میں توڑ پھوڑ دیا جائے اور بنیادوں تک کو ہلا دیا گیا ہو۔ تو ظاہر ہے کہ اس پر نئی تعمیر اٹھانا نہایت وقت طلب ہے۔ پرانے معماروں نے تو تعمیر کے ہر گوشہ کو کمزور اور ٹوٹا پھوٹا بنا کر رکھ دیا ہوا تھا۔ نہ اندرونی چین نصیب تھا اور سرکاری محکموں اور عوامی اداروں میں ابتری داخل ہو چکی تھی۔ اور نہ بین الاقوامی حالات ہی خاطر خواہ تھے۔ ملک کی اندرونی تباہ حالی کا اندازہ فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ سے لگ سکتا ہے۔ پنجاب اور مرکزی حکومتوں کی کشتی نے تمام تخریبی عناصر کو ابھار دیا تھا۔ اور انہوں نے سطح پر آکر خاص کر بالخصوص پنجاب میں وہ اودھم مچا رکھا تھا کہ اگر اس وقت فوج آڑے نہ آتی تو خدا جانے ملک کا کیا حال ہوتا۔

سچ یہ ہے کہ اس ملک میں قائد اعظم مرحوم کے بعد اگر کچھ اچھا کام ہے تو اس کا سہرا ملک کی محافظ فوج کے سر پر ہے۔ کہنے کو تو آجکل ملک میں فوج کا راج ہے اور مارشل لاء لگا ہوا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی جمہوریتی انداز جس سے فوج حکومت کر رہی ہے شاید جمہوری ملکوں کی جمہوریت کا بھی نہیں ہوگا۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس ملک کا آغاز جناب قائد اعظم مرحوم نے فرمایا تھا اس کی تعمیری ترقی کو آگے بڑھانے میں ہماری فوج اور اسکے راہنما فیلڈ مارشل صدر ایوب شاندار کام سرانجام دے رہے ہیں اور اس وجہ سے ۱۴؍اگست صحیح معنوں میں پاکستان کا یوم آزادی بن گیا ہے۔

عبدالسلام اختر ایم۔اے

تغیّر

خوشی کے ساتھ چلتا ہے غمی کے ساتھ چلتا ہے
سُن اے ناداں! تغیّر آدمی کے ساتھ چلتا ہے
مسرّت میں نہ اتنا ڈوب جا۔ یہ اک حقیقت ہے،
کہ غم کا کوئی پہلو ہر خوشی کے ساتھ چلتا ہے
خدا کی ذات میں کھو جا۔ کہ امرِ واقعہ یہ ہے
جو اس کا ہو مقدّر بھی اُسی کے ساتھ چلتا ہے
یہ اُس کا سایۂ رحمانیّت ہی ہے جو دنیا میں
کوئی سمجھے نہ سمجھے ہر کسی کے ساتھ چلتا ہے
وہ جب تشریف لے جاتے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے،
کہ جیسے یہ زمانہ بھی انہیں کے ساتھ چلتا ہے
ہزاروں ہیں جو اِس دنیا میں آ کر چھوڑ جاتے ہیں
یہ اس کا ساتھ ہے جو زندگی کے ساتھ چلتا ہے

پاکستان کی قومی آئیڈیالوجی — اور — قائدِ اعظم

مسعود احمد خاں دہلوی

کسی قوم کی ہستی کو برقرار رکھنے کے لئے یہ بات بنیادی اہمیت رکھتی ہے کہ وہ کون سے اصول و نظریات ہیں جنہیں اس قوم کے نزدیک اساسِ اتحاد کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ اصول و نظریات جس قدر ارفع و اعلیٰ ہوں گے اسی قدر اس قوم کا بلندی و رفعت سے ہمکنار ہونا اور باہم ایک ناقابلِ تسخیر اتحاد سے مالا مال ہونا لازمی ہوگا۔ جہاں تک پاکستان کی قومی آئیڈیالوجی کا سوال ہے قائدِ اعظم مرحوم اس سے قطعاً غافل نہ تھے۔ اول دن سے ہی جبکہ آپ نے پاکستان کا مطالبہ کیا اور مسلمانوں کو اس کے حصول کی جدوجہد میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ آپ کے ذہن میں یہ بات واضح تھی کہ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد اس کی قومی آئیڈیالوجی کیا ہوگی

انسانی فلاح کے وسیع تر اسلامی اصول

پاکستان کا مطالبہ اس لئے کیا گیا تھا کہ مسلمان اُس مفاد پرستانہ اور تنگ دلانہ آئیڈیالوجی سے مطمئن نہیں تھے جس کی اُس وقت برصغیر میں بود و باش رکھنے والی ہندو قوم قائل تھی۔ مسلمان اپنی زندگیوں کو ایک مخصوص معیار کے مطابق ڈھالنا چاہتے تھے اور بعض مخصوص تصورات کو عملی جامہ پہنا کر اپنی تخلیقی اور تعمیری صلاحیتوں کے مطابق معاشرتی، سیاسی اور بین الاقوامی مواقع سے فائدہ اٹھانے کے متمنی تھے۔ وہ مخصوص تصورات اور نظریات اسلام کے پیشکردہ وسیع تر اسلامی اصولوں پر مبنی تھے۔ اسلام نے انسانیت کی فلاح و بہبود اور اس کی تعمیر و ترقی کے لئے جو اصول پیش کئے ہیں وہ اس قدر ہمہ گیر ہیں اور اس قدر وسیع المشربی پر مبنی ہیں کہ وہ اپنی لاثانی افادیت کے اعتبار سے نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ دوسری اقوام و ملل کے لئے بھی کچھ کم قابلِ قبول نہیں ہیں۔

قائدِ اعظم جانتے تھے کہ برصغیر کی ہندو اکثریت ہی نہیں بلکہ یورپ کی ترقی یافتہ اقوام بھی نسلی امتیاز اور اسی قسم کے دیگر رجحانات کی وجہ سے ان اصولوں پر پوری طرح کاربند نہیں ہیں۔ آپ نے جس پاکستان کا خواب دیکھا تھا۔ اس نے ان وسیع اور ہمہ گیر اسلامی تصورات اور نظریات کی وجہ سے نہ صرف ذات پات کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے آزاد بھارت کے لئے ایک مثال قائم کرنا تھی بلکہ اقوامِ مغرب کو بھی حکمرانی کے صحیح اسلوب کا درس دینا تھا۔ وہ وسیع تر اور ہمہ گیر اسلامی تصورات جنہیں موجودہ دنیا اور پاکستان کے مخصوص حالات میں عملی جامہ پہنانے کا قائدِ اعظم نے بیڑہ اٹھایا فی الحقیقت

(۱) انسانی اخوت

(۲) معاشرتی جمہوریت اور

(۳) سماجی انصاف

پر مبنی تھے اور ان سے ایک سہ جہتی مساوات مستنبط ہوتی تھی۔ ان میں سے سماجی انصاف خالصۃً معاشرتی، اقتصادی اور شہریت کی سطح پر مساوات کا ضامن تھا معاشرتی جمہوریت قومی، ملکی، اور وطنی سطح پر مساوات کی علمبردار تھی اور انسانی اخوت بین الاقوامی سطح پر مساوات پر دلالت کرتی تھی۔ یہ تھی وہ آئیڈیالوجی جو قائدِ اعظم کے نزدیک توحیدِ باری تعالیٰ کے عقیدے پر مبنی ہوتے ہوئے زمانہ جدید کے تقاضوں اور پاکستان کے مخصوص حالات و مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلامی آئیڈیالوجی کہلانے کی مستحق تھی اور آپ پاکستان میں اس کو عملی جامہ پہنا کر نہ صرف بھارت کے سامنے بلکہ مغربی اقوام کے سامنے اس کا عملی نمونہ پیش کرنا چاہتے تھے۔ آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ پاکستان کسی ایک فرقے کے پیروؤں پر مشتمل نہیں ہوگا۔ یہ حقیقت آپ سے زیادہ اور کسی پر روشن نہ تھی کہ پاکستان مختلف مذاہب مختلف فرقوں اور مختلف الخیال لوگوں پر مشتمل ہوگا۔ ان کے درمیان یہ وسیع تر اسلامی تصورات ہی اساس الاتحاد کا کام دے سکیں گے نہ کہ کسی ایک فرقے یا گروہ کے اپنے مخصوص تصورات۔ چنانچہ آپ نے قیامِ پاکستان سے قبل اور قیامِ پاکستان کے بعد اپنی متعدد تقاریر اور بیانات میں اس آئیڈیالوجی کی وضاحت کی۔ اور جہاں ایک طرف مسلمانوں کو ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔ وہاں دوسری طرف باقی دنیا کو بھی اس آئیڈیالوجی کی برتر اور لاثانی حیثیت سے آگاہ کیا۔ ذیل میں ہم آپ کی تقریروں اور بیانات کے بعض اقتباسات پیش کرکے واضح کرتے ہیں کہ آپ کے ذہن میں قومی آئیڈیالوجی کا کیا نقشہ تھا اور پاکستان کو آپ کن خطوط پر چلانا چاہتے تھے۔

قیامِ پاکستان سے قبل

۱۹۳۹ء کے اس زمانہ میں جبکہ ہندوؤں کی تنگ دلانہ اور فرقہ پرستانہ ذہنیت کی وجہ سے ہندو مسلم مناقشات حد سے فزوں ہو چکے تھے۔ اور صوبوں میں کانگرسی دورِ حکومت کی مسلم آزاریاں زبان زد خاص و عام تھیں قائدِ اعظم نے ۱۳ نومبر ۱۹۳۹ء کو عید کے موقعہ پر مسلمانوں کو ایک پیغام دیا۔ پیغام میں نہ اشتعال کا نام و نشان تھا اور نہ انتقام کی تلقین۔ یہ پیغام تھا رحمت کا محبت کا اور اخوت کا۔ دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسانی اخوت اور سماجی انصاف کے اسلامی اصولوں کی بے لاگ وضاحت تھی۔ آپ نے فرمایا:۔

"قرآن پاک میں انسان کو خلیفۃ اللہ کہا گیا ہے۔ اگر انسان کے متعلق اس قرآنی بیان کو کوئی اہمیت حاصل ہے، تو ہمارے اوپر قرآن پاک کی پیروی کے ضمن میں ایک فرض عائد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم دوسروں کے ساتھ وہ سلوک کریں جو اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسان کے ساتھ کیا ہے وسیع ترین مفہوم کے لحاظ سے یہ فرض بنی نوعِ انسان کے ساتھ محبت اور رواداری کا فرض ہے اور یقین فرمائیے کہ یہ کوئی منفی فرض نہیں ہے بلکہ اثباتی فرض ہے۔ اگر اللہ کی مخلوق کے ساتھ وہ چاہے جس ملت سے تعلق رکھتے ہوں، محبت اور رواداری ہمارا جزو ایمان ہے تو ہمیں اپنے روزمرہ کے سیدھے سادے فرائض کی بجا آوری اور تقویٰ شعاری کے سلسلہ میں اس عقیدے پر کاربند ہونا چاہیئے۔

آج عید کے دن اس سپرٹ کا جو روزوں اور نمازوں کی بدولت ہمارے اندر پیدا ہو گئی ہے۔ اس سے زیادہ شایانِ شان مظاہرہ اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ ہم عزم بالجزم کرلیں کہ اپنے گھر کے اندر، اپنی ملت کے اندر اپنے ملک کے اندر جس میں مختلف المذاہب اور مختلف العقیدہ لوگ موجود ہیں کامل ہم آہنگی و اتفاق پیدا کریں گے اور نجی کی زندگی ہو یا پبلک زندگی کسی حالت میں خود غرضانہ مقاصد کے تحت کام نہیں کریں گے۔ بلکہ اپنے تمام ہموطنوں اور انجام کار تمام نوعِ انسان کے اہم تر مفاد کی خاطر کام کریں گے"

"ہمارے لیڈر ہندو اور مسلمان دونوں فرقہ وارانہ جنگ و جدل پر اظہارِ رنج و الم کیا کرتے ہیں۔ میں یہاں اس جنگ و جدل کی تاریخ بیان نہیں کرنا چاہتا کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ ایسے مواقع آتے ہیں لوگوں کے دلوں میں جوش بھر جاتا ہے۔ اور اختلافات جنگ و جدل کی صورت اختیار کرلیا کرتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرونگا۔ ایسے مواقع پر آج عید کی نماز کو یاد کریں اور ذرا یہ سوچیں ہمارے قرآن نے اور اس عظیم الشان سپرٹ نے جس کا نام اسلام ہے ہمیں جو راستہ دکھایا ہے۔ اس کی روشنی میں کیا ہم اس جنگ و جدل کو ٹال نہیں سکتے۔ میں آپ سے درخواست کرونگا کہ ایسے وقت اس بات کو یاد کریں کہ ہمارے پیغمبر صلعم کے نزدیک اس سے زیادہ ضروری اللہ کی طرف سے زیادہ قطعی اور کوئی حکم نہیں ہے کہ ہم تمام دوسرے انسانوں کے ساتھ محبت و رواداری سے پیش آنے کے بارہ میں اپنے فرض کو ادا کریں۔" (حیاتِ محمد علی جناح مصنفہ مولانا رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۳۳ و ۱۳۴)

اس اہم پیغام میں قائدِ اعظم نے ہندوؤں کی تنگ دلانہ اور فرقہ پرستانہ آئیڈیالوجی کے بالمقابل جس پر عمل پیرا ہوتے ہوئے وہ مسلمانوں کو غلام بنانے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ انسانی اخوت اور سماجی انصاف کے اسلامی تصورات کو نہایت خوبی اور عمدگی سے واضح فرمایا ہے اور یہ فرما کر کہ ہمارا تمام دوسرے انسانوں کے ساتھ خواہ وہ کسی ملت و مذہب یا فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں سلوک اور برتاؤ ایسا ہی ہونا چاہیئے جیسا کہ مساویانہ سلوک خدا تمام انسانوں سے کرتا ہے آپ نے کامل مساوات کا اصول ذہن نشین کرایا ہے۔ نیز ملت اور ملک کے اندر جس میں مختلف المذاہب اور مختلف العقائد لوگ موجود ہوں کامل ہم آہنگی اور اتفاق پیدا کرنے کی تلقین فرما کر انسانی اخوت اور سماجی انصاف کو اساس الاتحاد قرار دیا ہے۔ یہاں یہ امر قابلِ غور ہے کہ آپ نے اس اساس الاتحاد کو اس حال میں پیش فرمایا ہے کہ آپ اس وقت تک دو قوموں کے نظریے کو شدومد کے ساتھ پیش کر چکے تھے۔ آپ کے نزدیک دو قوموں کی تفریق آئیڈیالوجی اور ثقافت کے اختلاف کی بنا پر تھی۔ ورنہ بحیثیت انسان اور بحیثیت حقوق آپ مختلف قوموں کے درمیان کوئی تفریق روا رکھنے پر آمادہ نہ تھے بلکہ اس بات کے شدت سے قائل تھے کہ ہندو آئیڈیالوجی کے برخلاف (جس میں ذات پات کی تمیز کو نمایاں حیثیت حاصل ہے) اسلامی آئیڈیالوجی کے تحت مختلف العقیدہ اور مختلف المذاہب لوگ بھی بنیادوں پر ایک وسیع تر ذہنی اتحاد میں منسلک ہو سکتے ہیں اور اس حیثیت سے ان میں کامل ہم آہنگی اور کامل اتفاق کی بدولت بنیانِ مرصوص کی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔

چونکہ قائداعظم کا یہ بیان زمانۂ جدید کے تقاضوں کے پیشِ نظر وسیع تر اور ہمہ گیر اسلامی آئیڈیالوجی پر مبنی تھا اور یہ آئیڈیالوجی اپنی نوعیت اور افادیت کے لحاظ سے ایسی تھی کہ غیر مسلم بھی اسے بآسانی ہی نہیں بلکہ بخوشی قبول کر سکتے تھے۔ اس لئے گاندھی جی ہندو آئیڈیالوجی کے قائل اور مداح ہونے کے باوجود قائداعظم کا یہ بیان پڑھ کر پھڑک اٹھے اور انہوں نے فوراً آپ کو مبارکباد اور تہنیت کا تار ارسال کیا۔

قیامِ پاکستان سے قبل دوسرا موقع جس پر قائداعظم نے پاکستان میں نافذ ہونے والی آئیڈیالوجی کی وضاحت کی وہ تھا جب آپ نے رائٹر کے نمائندے مسٹر ڈون کیمبل سے ملاقات کے دوران ان کے متعدد سوالوں کے جواب میں بعض نہایت ہی اہم تصریحات بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا:۔

"پاکستان کے مرکزی نظام اور اس کی وحدانیتوں کے نظامِ حکومت کا فیصلہ تو پاکستان کی مجلس دستور ساز کرے گی۔ البتہ پاکستان کا طرزِ حکومت صرف جمہوری ہوگا اور اس کی پارلیمنٹ اور اس کی وزارت دونوں ہی عموماً رائے دہندگان اور عوام کے سامنے جوابدہ ہونگے۔ جس میں کسی ذات نسل، یا فرقے کی تفریق نہیں کی جائیگی"

(حیاتِ محمد علی جناح ص۴۳۳)

نیز علی الخصوص اقلیتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اقلیتوں کو بہرحال و بہرنوع محفوظ رکھنا ہوگا۔ پاکستان میں جو اقلیتیں ہوں گی وہ پاکستان کے باشندے ہی کہی جائیں گی۔ اس لئے ان کو بلاتفریق مذہب و ملت، نسل و ذات وہ تمام حقوق مراعات اور سہولتیں حاصل ہوں گی۔ جو کسی پاکستانی باشندے کو حاصل ہوں گی۔ اور مجھے تو اس بارے میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ ان کے ساتھ عدل و انصاف کیا جائے گا۔ پاکستانی گورنمنٹ نظامِ حکومت چلائے گی۔ اپنی پارلیمنٹ میں پیش شدہ قوانین پر قابو رکھے گی اور خود پارلیمنٹ کا اجتماعی دماغ و ضمیر اس امر کا ضامن ہوگا کہ اقلیتوں کے ساتھ انصاف کیا جائے گا اور ان کو بے انصافی کا خطرہ تک لاحق نہ ہوگا۔ ان سب باتوں کے علاوہ میری رائے میں پاکستان کے دستورِ اساسی میں ایسی دفعات رکھی جائینگی جن سے اقلیتوں کا تحفظ ہو جائیگا اور اس طرح بنیادی حقوقِ شہریت ہر فرقے کے مذہب و عقیدہ کی حفاظت، آزادی خیال، آزادیٔ تقریر اور تحفظ کلچر اور مجلسی زندگی کی حفاظت وغیرہ کی طرف سے ان کو مطمئن کر دیا جائیگا"

(حیاتِ محمد علی جناح ص۴۳۵)

عید کے پیغام میں تو قائداعظم نے وسیع تر اسلامی آئیڈیالوجی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انسانی اخوت اور سماجی انصاف کے اصولوں پر روشنی ڈالی تھی۔ ڈون کیمبل کے سوال و جواب میں آپ نے اسلامی آئیڈیالوجی کی ایک اور شق معاشرتی جمہوریت یعنی قومی، ملکی اور وطنی سطح پر مساوات کے اصول کو واضح کیا۔ ان حوالہ جات کو ملا کر پڑھنے سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ موجودہ زمانے کے جدید تقاضوں اور پاکستان کے مخصوص حالات کے پیشِ نظر عقیدۂ توحید، قرآن مجید کی تعلیم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں قائداعظم کے ذہن میں ایک وسیع تر اسلامی آئیڈیالوجی کا جو خاکہ تھا اور جسے آپ پاکستان میں نافذ کرنا چاہتے تھے وہ انسانی اخوت معاشرتی، جمہوریت اور سماجی انصاف کے بلند اصول پر مبنی تھا۔ اور انہی اصولوں کی بناء پر آپ اسلامی آئیڈیالوجی کو ہندو آئیڈیالوجی سے افضل اور ارفع و اعلیٰ مانتے تھے اور اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ ہندو آئیڈیالوجی کے تحت اقلیتوں کے ساتھ پورا پورا انصاف نہیں ہو سکتا اور اقلیتیں اس آئیڈیالوجی کے تحت حقیقی آزادی سے ہمکنار نہیں ہو سکتیں۔ برخلاف اس کے اسلام کی وسیع تر آئیڈیالوجی کے تحت وہ قومیں بھی جو اسلام کے پیش کردہ دینی عقائد کو تسلیم نہیں کرتیں کامل مساوات کی بناء پر ایک وسیع تر ذہنی اتحاد میں منسلک ہو سکتی ہیں اور پوری آزادی اور بےفکری کے ساتھ باعزت زندگی گزار سکتی ہیں۔ چنانچہ آپ نے ۱۴ر دسمبر ۱۹۴۶ء کو لندن میں انگلستان کی مسلم لیگ کے زیرِ اہتمام ایک تقریر کرتے ہوئے دونوں آئیڈیالوجیز کے اس باہمی فرق کو ان الفاظ میں واضح کیا:۔

"ہندو سوسائٹی کے لئے جمہوریت ایک اجنبی اور پرائی شے ہے۔ میں کسی دوسری سوسائٹی کی تحقیر کرنا نہیں چاہتا یہ ایک حقیقت ہے کہ ہندو سوسائٹی ذات پات کے بندھنوں میں جکڑی ہوئی ہے۔ معاشرتی، اقتصادی یا اور کسی لحاظ سے بھی اچھوتوں کے لئے اس سوسائٹی میں کوئی باعزت مقام نہیں ہے برخلاف اس کے جمہوریت مسلمانوں کے خون میں رچی ہوئی ہے۔ وہ بنی نوعِ انسان کے درمیان مساوات پر ایمان رکھتے ہیں میں ایک مثال دیتا ہوں اکثر اوقات جب میں مسجد میں نماز پڑھتا ہوں تو میرا شوفر صف میں میرے ساتھ کھڑا ہوتا ہے"

{Speeches & writings of Quaid-i-Azam}

قیامِ پاکستان کے بعد

بالآخر الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کا وقت آن پہنچا یعنی ہندوؤں اور برطانوی حکومت کی مخالفت کے باوجود پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ قائداعظم نے جو سالہا سال سے اپنی تقریروں اور بیانات میں واضح کرتے چلے آرہے تھے کہ پاکستان کا نظام اسلام کے وسیع تر نظریات پر مبنی ہوتے ہوئے کس آئیڈیالوجی کا آئینہ دار ہوگا صاف اور واضح الفاظ میں اعلان فرمایا کہ ہم ایک ایسی حکومت کی داغ بیل ڈالیں گے جو انسانی اخوت معاشرتی جمہوریت اور سماجی انصاف پر مبنی ہوتے ہوئے ساری دنیا میں اپنی مثال آپ ہوگی۔ جس میں ذات پات، رنگ و نسل اور مذہب کی بناء پر کوئی تفریق روا نہ رکھی جائے گی جس میں انسان انسان میں کوئی فرق یا امتیاز جائز متصور نہ ہوگا۔ جس میں بلاتفریق و امتیاز سب کو ایک جیسے حقوق ایک جیسی مراعات ایک جیسی سہولتیں اور ترقی کے ایک جیسے مواقع حاصل ہوں گے۔ چنانچہ آپ نے ۱۱ر اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں ایک یادگار تقریر ارشاد فرمائی جس میں نئی مملکت کی آئیڈیالوجی کی تصریح کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر ہم پاکستان کی اس عظیم مملکت کو خوش و خوشحال بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ ہم باشندوں کی خصوصاً عوام اور غرباء کی فلاح و بہبود پر اپنی تمام کوششیں مرتکز کر دیں۔ اگر تم باہم تعاون سے کام کرو گے، ماضی کو بھول جاؤ گے، اور مخالفتوں کو ترک کر دو گے تو تم لازماً کامیاب ہو جاؤ گے۔ اگر تم اپنے ماضی کو بدل دو گے اور اس سپرٹ میں متحد ہو کر کام کرو گے کہ تم میں سے ہر ایک، خواہ وہ کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو، خواہ ماضی میں اس کے تعلقات تمہارے ساتھ کیسے ہی رہے ہوں، خواہ اس کا رنگ اس کی ذات اور اس کا عقیدہ کچھ بھی ہو، اوّل دوم اور آخر اس مملکت کا شہری ہے جس کے حقوق و فرائض بالکل مساوی ہیں تو تمہارے عروج و ارتقا کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔

"میں اس معاملے پر انتہائی زور دینا چاہتا ہوں۔ ہمیں اس سپرٹ میں کام شروع کر دینا چاہیئے کچھ مدت میں اکثریت اور اقلیت اور ہندو قوم اور مسلم قوم کی یہ تمام بدنمائیاں غائب ہو جائینگی۔ کیونکہ آخر مسلمان ہونے کی حیثیت میں بھی تمہارے ہاں پٹھان، پنجابی، شیعہ، سنی وغیرہ موجود ہیں اور ہندوؤں میں بھی برہمن، وشنو، کھتری، اور بیر بنگالی مدراسی وغیرہ ہیں۔ اگر مجھ سے پوچھو تو میں کہونگا یہ چیز ہندوستان کی آزادی و خودمختاری کے حصول میں سب سے بڑی رکاوٹ رہی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہم مدتوں پہلے آزاد ہو چکے ہوتے دنیا کی کوئی طاقت خصوصاً چالیس کروڑ نفوس کی قوم کو اپنا محکوم نہیں رکھ سکتی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو کوئی تم کو مفتوح نہ کر سکتا اور اگر کر بھی لیتا تو زیادہ مدت تک تم پر اپنا تسلط قائم نہ رکھ سکتا (چیئرز) لہٰذا اس سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ تم آزاد ہو، اس مملکت پاکستان میں تم اپنے مندروں میں آزادانہ جا سکتے ہو اور مساجد اور دوسری عبادت گاہوں میں بھی جانے میں تم آزاد ہو، تمہارا مذہب، تمہاری ذات، تمہارا عقیدہ کچھ بھی ہو کاروبارِ مملکت کا اس سے کوئی تعلق نہیں (ہیئر ہیئر) تم جانتے ہو، تاریخ شاہد ہے کہ کچھ مدت پیشتر انگلستان کے حالات آجکل کے ہندوستان کے حالات سے بدتر تھے۔ رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ ایک دوسرے کو آزار پہنچانے میں مصروف تھے۔ آج بھی بعض ایسی مملکتیں موجود ہیں جن میں ایک خاص طبقے کے خلاف امتیاز اور قیود عائد کی جا رہی ہیں۔ خدا کا شکر ہے ہم ایسے ایام میں اپنی مملکت کا آغاز نہیں کر رہے ہیں، ہمارا آغاز ایسے ایام میں ہو رہا ہے۔ جب ایک قوم اور دوسری قوم ایک، ذات اور مسلک اور دوسری ذات اور مسلک کے درمیان کوئی فرق و امتیاز نہیں رہا۔ ہم اس بنیادی اصول کی بناء پر آغازِ کار کر رہے ہیں کہ ہم تمام شہری ہیں اور ایک مملکت کے مساوی شہری ہیں (پرزور اظہارِ مسرت) انگلستان کے لوگوں کو بھی ایک زمانے میں صورتِ حالات کے حقائق کا مقابلہ کرنا پڑا تھا اور ان ذمہ داریوں اور گرانباریوں سے بھگتنا پڑا تھا جو ان کی حکومت نے ان پر عائد کی تھیں اور وہ اس آگ میں سے قدم بقدم گزر چکے ہیں۔ آج تم بجا طور سے کہہ سکتے ہو کہ رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ کا کوئی وجود باقی نہیں آج صرف یہ حقیقت موجود ہے کہ ہر شخص برطانیہ عظمیٰ کا شہری ہے ہر شہری کی حیثیت مساوی ہے اور تمام شہری ایک قوم کے افراد ہیں "میرے نزدیک اب ہمیں اسی نصب العین کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ پھر تم دیکھو گے کہ کچھ زمانہ گزرنے کے بعد ہندو ہندو نہیں رہیں گے نہ مسلمان مسلمان رہیں گے مذہبی معنوں میں نہیں کیونکہ وہ تو ہر شخص کا ذاتی عقیدہ ہے بلکہ سیاسی معنوں میں سب ایک مملکت کے شہری ہونگے" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص۲۱۵)

قائد اعظم کی یہ معرکۃ الآراء تقریر تحقیقاتی عدالت کے فاضل جج صاحبان کے الفاظ کے مطابق تاریخ پاکستان کے پہلے "سنگ میل" کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں قائد اعظم نے اُس بنیادی اصول، نصب العین اور آئیڈیالوجی کو مثالیں دے دے کر پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے جس پر آپ مملکتِ پاکستان کو استوار کرنا چاہتے تھے۔ اور جسے آپ قیام پاکستان سے قبل اپنی تقریروں اور بیانات میں پہلے ہی سے پیش کرتے چلے آرہے تھے۔ یہ آئیڈیالوجی آپ کے نزدیک مختلف الخیال اور مختلف المذہب اور مختلف العقیدہ لوگوں کے درمیان اساس الاتحاد کا کام دے سکتی تھی۔ کیونکہ اس میں ہندو آئیڈیالوجی والی تنگ نظری اور تعصب کا نام و نشان تک نہ تھا۔ آپ کے نزدیک یہ آئیڈیالوجی جدید تقاضوں کے بموجب اخوت، مساوات اور آزادی کے وسیع تر اسلامی اصولوں پر مبنی ہوتے ہوئے اسلامی آئیڈیالوجی کہلانے کی مستحق تھی۔

اسی لئے جب ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن پاکستان کے گورنر جنرل کو اختیاراتِ حکومت تفویض کرنے کے لئے کراچی آئے اور اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے انہوں نے قائد اعظم کو شہنشاہ اکبر کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کی تو آپ نے اپنی جوابی تقریر میں فرمایا:۔

"اکبر نے غیر مسلموں کے ساتھ جو خیر سگالی اور ہمدردی کا برتاؤ کیا وہ کوئی نئی چیز نہ تھی بلکہ تیرہ سو برس پرانی تھی۔ ہمارے رسول اکرمؐ نے صرف قول سے نہیں بلکہ عمل سے یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرکے انہیں مفتوح کر لیا تھا۔ ہمارے رسولؐ نے ان کے مذہب اور عقیدے کے بارے میں انتہائی تحمل، رواداری اور بلند حوصلگی کا ثبوت دیا تھا۔ ہم یقیناً اس سنت پر عمل کریں گے۔"

(حیاتِ محمد علی جناح صفحہ ۴۸۷)

الغرض قائد اعظم نے قیام پاکستان سے قبل اور اس کے معاً بعد بار بار کی وضاحتوں کے ذریعہ نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ اہل عالم کو یہ باور کرایا کہ پاکستان کی آئیڈیالوجی انسانی اخوت، معاشرتی جمہوریت اور سماجی انصاف پر مبنی ہوگی۔ اس کے زیر اثر مملکت پاکستان کے شہریوں کو بلا امتیاز رنگ و نسل اور بلا لحاظ مذہب و ملت برابر کے حقوق، مراعات اور ترقی کے مواقع حاصل ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک پر برابر کے فرائض عائد ہوں گے۔ تمام شہری مل کر اپنی ہیئتِ اجتماعی میں سیاسی لحاظ سے ایک قوم ہوں گے اور یہ کہ مذہب کو کاروبارِ مملکت سے براہِ راست تعلق نہ ہوگا کیونکہ وہ فرد کے ذاتی ایقان و ایمان کا معاملہ ہے۔ چنانچہ قائد اعظم کی ان تصریحات کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ جب ۱۹۴۷ء کے اواخر میں جبکہ ابھی قائد اعظم حیات تھے حکومتِ پاکستان نے پہلی پانچ روزہ کل پاکستان تعلیم کانفرنس کا اہتمام کیا تو اس میں یہ قرار دیا گیا کہ پاکستان میں تعلیمی نظام کی تشکیل اسلامی آئیڈیالوجی کی بنیاد پر کی جائے گی۔ نیز قرارداد میں واضح کیا گیا کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کا نظام تعلیم اسلامی آئیڈیالوجی پر مبنی ہوگا تو اس سے مراد یہ ہے کہ یہ آئیڈیالوجی نہ صرف ایسی اقدار اور ایسے نظریات پر مبنی ہے جو اسلامی نقطۂ نگاہ سے بنیادی اہمیت کے حامل ہیں بلکہ یہ اقدار اور یہ نظریات بہترین انسانی خیالات اور عقائد کی حیثیت سے دوسروں کے نزدیک بھی قابل قبول ہیں۔ قرارداد میں ان نظریات کی تعیین بھی کر دی گئی اور وہ تعیین یہی تھی کہ یہ نظریات (اوّل) انسانی اخوت (دوم) معاشرتی جمہوریت اور (سوم) سماجی انصاف سے عبارت ہیں۔

پاکستان کی قومی آئیڈیالوجی سے متعلق قائد اعظم کی مذکورہ بالا تصریحات ہر قسم کے ابہام یا تنگیلی سے مبرا ہیں۔ جہاں تک قائد اعظم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نصب العین کو متعین کرنے اور پاکستان کی قومی آئیڈیالوجی کو سادہ سلیس اور عام فہم زبان میں معین طور پر واضح کرنے کا سوال ہے بانیٔ پاکستان قائد اعظم مرحوم کی پیشکردہ مندرجہ بالا تصریحات کو پیش نظر رکھنا اور ان کی مقتضیات کو پورا کرنا ضروری ہے۔ قائد اعظم نے جو راستہ متعین کیا تھا وہ زمانۂ موجودہ کے تقاضوں، مسلمانوں کی اپنی حالت اور پاکستان کے مخصوص حالات کو پوری طرح مدنظر رکھ کر متعین کیا تھا۔ اس سے انحراف یقیناً اچھے نتائج پیدا نہیں کر سکتا۔

ولادت

میرے بیٹے عزیزم شیخ بشیر احمد صاحب پروپرائیٹر بشیر اینڈ کمپنی ۸۹ انارکلی حمید منزل لاہور کے ہاں ۷ اگست ۱۹۶۱ء کو لڑکی پیدا ہوئی۔ نومولودہ خاکسار کی پوتی اور مکرم مرزا سعید بیگ صاحب مغل آف لاہور کی نواسی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ زچہ اور نومولودہ کو اللہ تعالیٰ صحت درازیٔ عمر اور اقبال مندی دے۔ اور یہ کہ نومولودہ صالحہ اور خادمہ دین بنے آمین

شیخ محمد الدین پنشنر مختار عام
صدر انجمن احمدیہ ربوہ حال لاہور

اعلیٰ کامیابی اور درخواست دعا

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال میرے دو بیٹوں عزیز عطاء الرحیم حامد اور عزیز عطاء المجیب راشد نے علی الترتیب ایف ایس سی اور ایف اے کا امتحان پاس کیا ہے الحمد للہ! عزیز عطاء المجیب راشد نے ۶۱۷ نمبر لے کر تعلیم الاسلام کالج میں بلکہ سارے ضلع جھنگ میں اوّل آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے یونیورسٹی کی طرف سے وظیفہ حاصل ہوگا ثم الحمد للہ! عزیز عطاء المجیب راشد میرا دوسرا واقف زندگی بیٹا ہے۔ احباب سے عاجزانہ درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو دونوں بچوں کے لئے دینی و دنیوی برکات کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔ (خاکسار ابو العطاء جالندھری ربوہ)

درخواست دعا

میری محترمہ بھاوج صاحبہ (والدہ عزیز پروفیسر میاں محمد افضل صاحب ایم اے جو آجکل گورنمنٹ کی طرف سے واشنگٹن مزید تعلیم کے لئے گئے ہوئے ہیں) بیمار ہیں۔ ایک مہینہ سے ان کا بخار اتر نہیں رہا اور پھیپھڑوں میں بھی سوزش ہوگئی ہے جس کی وجہ سے بہت درد ہوتا ہے۔ احباب کرام بخصوصیت سے صحابہ کرام اور درویشان قادیان ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہٗ انہیں صحت و عافیت دے ۔۔۔ آمین۔ میاں محمد یوسف ۲۸۱ فیروزپور روڈ (خادم سلسلہ سابق پرائیویٹ سیکرٹری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ)

ضروری اعلان

جونیئر ماڈل سکول ربوہ کے لئے ٹیچر کا تقرر ہو چکا ہے۔ اس لئے مزید درخواستیں نہ بھیجی جائیں۔ نیز سکول ہذا ۱۰ اگست سے کھل چکا ہے جو بچے موسمی تعطیلات کے بعد ابھی تک واپس نہیں آئے وہ جلد از جلد پہنچ جائیں تاکہ پڑھائی میں حرج نہ ہو (ہیڈ مسٹرس)

ضروری تصحیح

الفضل مورخہ ۱۰ اگست میں صفحہ ۲ پر حضرت نواب محمد عبد اللہ خانصاحب کی طرف سے جو نوٹ "میری علالت" کے زیر عنوان شائع ہوا ہے اس میں حضرت نواب صاحب موصوف کی عمر کتابت کی غلطی سے ۷۰ سال ۷ ماہ شائع ہوگئی ہے۔ دراصل اب آپ کی عمر ۶۵ سال ۷ ماہ ہے احباب اس غلطی کی تصحیح فرمالیں۔

اشاعت اسلام اور وقف جدید

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

بے کسے شد دینِ احمدؐ ہیچ خویش و یار نیست

ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمد کار نیست

ہر طرف سیلِ ضلالت صد ہزاراں تن ربود

حیف بر چشمے کہ اکنوں نیز ہم ہشیار نیست

حضور کے دل تڑپا دینے والے ان الفاظ کو پڑھ کر انسان کا دل پسیج جاتا ہے اور اسلام کی بے کسی اور بے بسی دیکھ کر قدرتی طور پر خدمتِ دین کو جی چاہتا ہے۔ پس صدق و وفا کا تقاضا یہی ہے کہ آپ بلا تاخیر اس صیغہ کو جو محض ترقی اسلام کے لئے کام کر رہا ہے مالی امداد بہم پہنچائیں اور ہر خوشی کے موقع پر اس میں چندہ دے کر اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنی طرف کھینچیں تا وہ آپ کی قربانی کو قبول فرمائے۔ اور دنیا اور آخرت میں آپ کو حسنات عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ناظم مال وقف جدید ربوہ)

پاکستان کا دوسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ

قومی آمدنی اور زرعی پیداوار میں ۲۰ فیصدی اور صنعتی پیداوار میں

پچاس فیصدی اضافہ کی توقع

پاکستان کے دوسرے پنج سالہ منصوبہ کا یہ دوسرا سال ہے۔ اس منصوبہ پر تقریباً ۲۳۰۰ کروڑ روپے کی لاگت آئے گی۔ جبکہ پہلے پنج سالہ منصوبہ پر ۱۰۸۰ کروڑ روپے خرچ کئے گئے تھے۔

واضح رہے کہ سب سے پہلے اس دوسرے پنجسالہ منصوبہ کے تخمینے ۱۹۵۹ء کی قیمتوں کی بنیاد پر تیار کئے گئے تھے۔ اس کے بعد منصوبے کے ماہرین نے اندازہ لگایا کہ منصوبہ کے مصارف پر نظرثانی کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ بیشتر منصوبوں کی لاگت کے جو ابتدائی تخمینے لگائے گئے تھے۔ اب ان کی لاگت زیادہ ہو گئی تھی۔ اس لحاظ سے منصوبہ کی لاگت بڑھانا پڑی طاس سندھ کی متبادل تعمیرات کی وجہ سے توسیع ضروری تصور کی گئی اور نقل و حمل کے شعبہ میں بعض منصوبوں کا اضافہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ امریکہ سے مال خریدنے اور امداد کے سلسلہ میں دیگر پالیسیوں کے پیش نظر دوسرے پنج سالہ منصوبہ کی لاگت میں اضافہ کرنا پڑا۔

دوسرے پنجسالہ منصوبہ کے غیر ملکی زرِ مبادلہ کے حصہ میں تقریباً ۲۵ فیصدی اضافہ کیا جائیگا۔

یہ امر باعث اطمینان ہے کہ ۱۹۶۰-۶۱ء کے دوران یعنی منصوبہ کے پہلے سال میں ترقیاتی مصارف کا جائزہ لینے کے بعد اقتصادی کونسل نے اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ مشرقی پاکستان نے ان تمام رقوم کو استعمال کر لیا ہے جو اس کے لئے مخصوص کی گئی تھیں۔ اور اس منصوبہ میں ترقی زور شور سے جاری ہے۔

منصوبہ کے تحت ترقیاتی پروگرام پر ۲۳۰۰ کروڑ روپے کی لاگت آئے گی جبکہ پہلے منصوبہ پر لاگت ۱۰۸۰ کروڑ روپے آئی تھی پہلے منصوبہ کے دو شعبے تھے۔ سرکاری اور نجی لیکن دوسرے پنج سالہ منصوبہ میں ایک تیسرا شعبہ بھی شامل کر لیا گیا ہے جو نیم سرکاری شعبہ ہے اس شعبہ میں پبلک کارپوریشنیں شامل ہیں۔ مثلاً پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن، پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز، کراچی پورٹ ٹرسٹ، کراچی ڈویلپمنٹ اتھارٹی، اندرون ملک کا آبی نقل و حمل کا محکمہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ۔

حکومت مشرقی پاکستان کا مجوزہ ترقیاتی پروگرام۔ پہلے پنجسالہ منصوبہ کے حقیقی مصارف سے چار گنا زیادہ ہے۔ اسی طرح حکومت مغربی پاکستان کا موجودہ پروگرام بھی پہلے پروگرام کا تقریباً دوگنا ہے۔ ان پروگراموں پر عمل درآمد کے لئے زبردست مساعی کی ضرورت ہوگی۔

اندرونی مالیات بڑھانے کے لئے مزید ٹیکسوں اور زیادہ بچتوں کی ضرورت ہوگی

منصوبے کے اہم مقاصد

دوسرے پنج سالہ منصوبے کے اہم مقاصد یہ ہیں:

(۱) قومی آمدنی میں ۲۰ فیصدی تک اضافہ۔

(۲) غلہ کی پیداوار میں تقریباً ۲۰ فیصدی تک اضافہ۔ اس لحاظ سے منصوبے کی مدت کے آخر تک ملک غذائی اعتبار سے خودکفیل ہو جائے گا۔

(۳) صنعتی پیداوار میں تقریباً ۵۰ فیصدی تک اضافہ

(۴) توازن ادائیگی میں تقریباً ۵۴ کروڑ روپے کا اضافہ

(۵) مشرقی اور مغربی پاکستان کے نسبتاً کم ترقی یافتہ علاقوں میں اقتصادی ترقی کی رفتار میں اضافہ

(۶) تعلیم صحت و معاشرتی بہبود کی سہولتوں میں توسیع

(۷) مکانات کی سہولتوں میں خصوصاً (کم آمدنی والے طبقہ کے لئے) اضافہ۔

(۸) روزگار کے ۳۰ لاکھ نئے مواقع فراہم کرنا۔

منصوبے کا اہم مقصد یہ ہے کہ ملک کے مالیاتی نظام میں استحکام برقرار رکھا جائے منصوبے میں براہ راست اقتصادی کنٹرول کی بجائے مناسب مالیاتی پالیسیوں کے ذریعہ معیشت میں باقاعدگی پیدا کرنے کی پالیسی پر عمل کیا جائے گا۔

منصوبے میں بنیادی جمہوریتوں پر خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ عوام اقتصادی اور معاشرتی مساعی میں مؤثر طریقے پر حصہ لے سکیں۔

منصوبے میں اس بات کا اندازہ لگایا گیا ہے کہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے بعض علاقوں میں اقتصادی ترقی نسبتاً کم ہوئی ہے۔ لہٰذا ان علاقوں کی ترقی کی رفتار تیز تر کرنے پر منصوبہ میں خاص توجہ دی گئی ہے۔

زرعی شعبہ

منصوبے میں یونین کی سطح پر زرعی دستور کی تعمیر کی گنجائش کو ضروری سمجھا گیا تاکہ بہتر قسم کے بیجوں۔ کیمیاوی کھاد اور دیگر زرعی اشیاء کی بہتر طور پر تقسیم کی جا سکے۔ غلہ کی پیداوار بڑھانے کے لئے زیادہ رقوم کی ضرورت ہے۔ مغربی پاکستان میں سیم و تھور کے انسداد پر منصوبہ میں خاص طور سے زور دیا گیا ہے۔ اس طرح برقی طاقت میں اضافہ کو بھی خاص اہمیت دی گئی ہے۔

صنعتی شعبہ

صنعتی شعبہ میں پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کے متعدد کارخانوں اور انڈسٹریل اسٹیٹس کی لاگت بڑھا دی گئی ہے اس کے علاوہ مشینری اور ساز و سامان کی قیمتوں میں عام اضافہ ہوا ہے۔ جس سے پی آئی ڈی سی۔ اور چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن کے پروگراموں کی لاگت بڑھ گئی ہے۔

ایندھن اور معدنی شعبہ

ایندھن اور معدنیات کے شعبے میں ارضیاتی تحقیقات کے پروگرام میں اضافہ کیا گیا ہے اور مشرقی پاکستان میں کوئلہ اور چونہ کے نئے ذخائر سے استفادہ کیا جائے گا تیل اور گیس کی تلاش کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مزید سرکاری سرمایہ کاری کرنے کی ضرورت ہے

نقل و حمل و مواصلات کا شعبہ

مشرقی اور مغربی پاکستان میں ریلوں کا سروے مکمل ہو گیا ہے تخمینہ لگایا گیا ہے کہ منصوبے کے نقل و حمل کی ضروریات پورا کرنے اور طاس سندھ کی متبادل تعمیرات کے سلسلہ میں مزید ۷۵ کروڑ روپے کی لاگت آئے گی مشرقی اور مغربی پاکستان کے ذرائع نقل و حمل کا عام سروے ۱۹۶۱ء کے آخر تک یا ۱۹۶۲ء کے اوائل میں مکمل ہو جائے گا جس سے ظاہر ہو گا کہ کن علاقوں میں مزید مصارف کی ضرورت ہوگی۔

مکانات کا شعبہ

مہاجرین کی آبادکاری کا کام مدت منصوبہ کے اختتام تک پورا کرنے کے لئے منصوبہ میں جن رقوم کی گنجائش رکھی گئی تھی سرکاری عمارتوں اور سرکاری ملازمین کے مکانات کے لئے منصوبے میں جو رقوم مخصوص کی تھیں وہ ناکافی ثابت ہوئیں۔ لہٰذا منصوبے پر موثر عمل درآمد کے لئے مزید رقوم رکھنے کی ضرورت ہے قصبات و دیہات کے باشندوں کی آب رسانی اور گندے پانی کے نکاس کی ضروریات پوری کرنے کے سلسلہ میں کام شروع کرنے کی ضرورت ہے

تعلیم و تربیت

تعلیم و تربیت۔ صحت و خاندانی منصوبہ بندی۔ افرادی طاقت اور معاشرتی بہبود کے شعبوں میں جو ترقیاتی حدود رکھی گئی ہیں وہ منصوبے کی مدت کے اندر پوری ہو جائیں گی۔ اسکولوں کی تعمیر اور انسداد ملیریا کے لئے مزید رقوم کی ضرورت ہوگی لہٰذا ان شعبوں کے لئے مقرر کردہ رقوم میں اضافہ کیا گیا ہے۔

حکومت نے نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے جو ٹھوس پالیسیاں اختیار کی ہیں۔ ان سے مفید نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ مزید برآں نجی سرمایہ کاری کی مسلسل ہمت افزائی کی جائیگی اور اس میں مناسب حد تک اضافہ کیا جائے گا۔ بشرطیکہ بقیہ ترقیاتی پروگراموں اور توازن ادائیگی پر کوئی مضر اثر نہ پڑے۔

ڈاکٹر اور وکلاء حضرات کیلئے قابل قدر نمونے

تعمیر مساجد ممالک بیرون کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کا ارشاد برائے ڈاکٹر، وکلاء حضرات یہ ہے۔ کہ وہ گزشتہ سال کی آمد سے سال رواں میں جسقدر زیادہ کمائیں وہ چندہ مساجد ممالک بیرون میں ادا کریں۔ نیز ماہ مئی کی آمد کا پانچ فیصدی بھی اس صدقہ جاریہ کے لئے وقف کر دیں۔ اس سلسلہ میں حصہ لینے والے حضرات کے اسم گرامی تحریر کئے جاتے ہیں۔

(۱) محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ — ۱۵۰/-

(۲) مکرم چوہدری محمد تقی صاحب۔ بیرسٹر ایٹ لاء گلبرگ کالونی لاہور — ۲۰۰/-

(۳) مکرم مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا — ۴۰/-

(۴) حکیم مبارک احمد خان صاحب ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ — ۲۵/-

(۵) مکرم ڈاکٹر محمد نواز صاحب لیاقت پور بہاولپور — ۱۰۰/-

(۶) محترمہ ڈاکٹر زبیدہ خاتون صاحبہ شیخوپورہ شہر — ۱۵۰/-

(۷) مکرم حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب ڈویژنل میڈیکل سروس سرگودھا شہر — ۵۰/-

(۸) مکرم مرزا غلام حیدر صاحب ایڈووکیٹ نوشہرہ چھاؤنی — ۵۲/-

(۹) مکرم حکیم فتح محمد صاحب ڈگری ضلع تھرپارکر سندھ — ۵۰/-

(۱۰) مکرم ڈاکٹر اختر محمود صاحب ۲۱ مال روڈ لاہور — ۳۰۰/-

(۱۱) مکرم ڈاکٹر عبد القدوس صاحب نواب شاہ سندھ — ۴۰/-

دیگر وکلاء۔ ڈاکٹر اور دیگر پیشہ ور حضرات بھی اس طرف توجہ فرمادیں۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

درخواست دعا — خاکسار تقریباً ایکماہ سے بعارضہ نزلہ بیمار ہے۔ چھینکوں کا بھی بہت زور ہے۔ احباب جماعت سے صحت کے لئے درخواست دعا ہے

(صوفی نذیر احمد فضل عمر جنرل اسٹور ٹالی ضلع تھرپارکر)

درخواستہائے دعا

(۱) برادرم کا عزیزم منور احمد سعید ایم اے کو بغرض تعلیم اوکلاہوما سے نیویارک (امریکہ) روانہ ہو گیا ہے۔ بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان عزیز کی خیریت اور نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (درویش دین اوکاڑہ چوک کلاں)

(۲) خاکسار چند دن سے بعارضہ پیچش و بخار بیمار ہے اور کچھ پریشانیوں میں بھی مبتلا ہے۔ احباب کرام شفائے کاملہ اور پریشانیوں کے دور ہونے کی دعا فرمائیں۔ (نیاز قطب احمد بٹ آزاد دوا خانہ کالونی شاہی باغ روڈ پشاور شہر)

دفتر الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

دوسرا منصوبہ ہماری قومی، مذہبی اور انفرادی ذمہ داری ہے

ترقیاتی سکیمیں وقت سے کافی پہلے مکمل کرلی جائیں۔ جنرل اعظم کی اپیل؛

ڈھاکہ ۱۲ اگست۔ مشرقی پاکستان کے گورنر لیفٹیننٹ جنرل محمد اعظم خان نے کل یہاں کہا کہ دوسرا پنجسالہ منصوبہ ہماری قومی، مذہبی اور انفرادی ذمہ داری ہے چنانچہ یہ ضروری ہے کہ سال بسال جن مختلف منصوبوں پر کام شروع کیا جاتا ہے ان پر عمل درآمد کی رفتار تیز کرکے خوشحالی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے؛

صوبائی گورنر نے مشرقی پاکستان کی مشاورتی کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لوگوں کو محنت سے کام کرنے اور کھیتی باڑی کے جدید طریقے اختیار کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے بنیادی جمہوریتوں کے ارکان بہت اہم کام کرسکتے ہیں آپ نے کہا کہ پاکستان کے لوگ طبعاً بڑے جفاکش ہیں ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ان کی صحیح راہنمائی کی جائے۔ یہ ایک ایسا کام ہے جو بنیادی جمہوری اداروں کے ارکان اطمینان بخش طور پر انجام دے سکتے ہیں؛

جنرل اعظم خان نے کہا کہ دوسرے پنجسالہ منصوبے کے پروگراموں کو وقت سے بہت پہلے مکمل کرکے آئندہ جنوری تک تیسرے منصوبے کی سکیمیں مرتب ہو جانی چاہئیں تاکہ ان کے لئے روپیہ مخصوص ہوتے ہی وقت ضائع کئے بغیر کام شروع کیا جاسکے گورنر نے ارکان کو یقین دلایا کہ حکومت مشرقی پاکستان کی ترقی کے لئے امداد دینے کی دل سے خواہشمند ہے اور لوگوں کو یہ سوچنے کے بجائے کہ ان کے صوبے کے لئے کتنی رقم مخصوص کی گئی ہے انہیں یہ روپیہ مفید کاموں اور ملک کی بہبود پر خرچ کرکے یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ اس کی منظوری بالکل جائز تھی؛

صوبائی گورنر نے کہا نہریں کھود کر اور پشتے بنا کر سیلاب پر قابو پانا چاہیئے۔ مغربی جرمنی کے حالیہ دورے کا ذکر کرتے ہوئے جنرل اعظم خان نے کہا کہ متعدد جرمن صنعت کار پاکستان میں مختلف اقسام کی صنعتیں قائم کرنے کے لئے پہلے ہی بات چیت کررہے ہیں آپ نے کہا کہ جرمن صنعت کار پاکستان میں کارخانے قائم کرنے کے اچھے شریک کار تلاش کررہے ہیں۔ ان میں فولاد کے کارخانے بھی شامل ہوں گے بہت سے صنعت کار پاکستان آکر یہاں کے حالات کا خود جائزہ لیں گے؛

جنرل اعظم خان نے بتایا کہ دونوں ملکوں کی حکومتیں عنقریب تبادلہ کے ایک پروگرام کے بارے بات چیت کریں گی۔ جس کے تحت پاکستانیوں کو اعلیٰ فنی تربیت کے لئے مغربی جرمنی بھیجا جائے گا۔ جرمنوں نے پاکستان کے ترقیاتی پروگراموں سے گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے اور اس سلسلہ میں ہر امکانی امداد کا وعدہ کیا ہے آپ نے کہا کہ جرمنی کے علاوہ یورپ کے دوسرے ملک بھی پاکستان کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے امداد دینے کی غرض سے آگے بڑھ رہے ہیں۔

تلاش گمشدہ

عزیزم ظہور الدین ابن نورالدین عمر ۱۷ سال قریباً ایک سال کا عرصہ ہوا گھر سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا ہے ابھی تک گھر واپس نہیں آیا۔ اگر کسی صاحب کو اسکے متعلق علم ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں یا وہ خود پڑھے تو فوراً گھر چلا آئے کیونکہ اس کی والدہ سخت پریشانی کی وجہ سے عموماً بیمار رہتی ہیں۔

(ظہیرالدین بابر محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ)

نمایاں کامیابی

برادرم مکرم حکیم نذیر احمد صاحب واقف زندگی زبدۃ الحکماء امسال طبیہ کالج انجمن حمایت اسلام لاہور کے آخری سندی امتحان زبدۃ الحکماء میں تمام کالج میں اول آئے ہیں۔ دوست دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی ان کے لئے اور سلسلہ کے لئے مبارک کرے اور انہیں مزید ترقیات عطا فرماوے آمین۔

(حکیم شیخ خورشید احمد گولبازار ربوہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴